۲۰۲/۷۸۶

عُروسِ فکر

مرثیہ۔ ۵

درحالِ حضرت نوشاہِ کربلا قاسمؑ ابن حسن علیہ السلام

مصنفہ

شاعرِ ملّت حضرت باقر رضوی امانت خانیؒ

سالِ تصنیف۔۔ ۱۳۷۹ھ م ۱۹۵۹ء

تعداد بند۔۔ (۱۱۵)

www.emarsiya.com

عروسِ فکر دکھا جلوۂ بہارِ نظر
نقاب اُلٹ کے دکھا روئے کارزارِ نظر
جمادے بزم میں اب رنگِ اعتبارِ نظر
بھویں چڑھا۔ کہ کھنچے رن میں ذوالفقارِ نظر

دلوں کو چیر کے میداں میں منچلے رکھ دیں
تری نگاہ کی شمشیر پر گلے رکھ دیں

ہے تیری آنکھ میں کوثر کے جام کی تاثیر
عیاں ہے رُخ سے ترے آفتابِ روزِ غدیر
نہاں ہے زُلف میں شبہائے قدر کی تصویر
تری جبیں کی لکیروں میں حُرؑ کی ہے تقدیر

ترا خیال ہے اک کیفِ بادۂ جنت
مری نظر میں تری مانگ۔جادۂ جنت

کبھی تو گریۂ شبنم پہ آئی تجھ کو ہنسی
کبھی تُو دشت میں کانٹوں کے فرش پر سوئی
کبھی دکھا کے ادا باغ کی روش پہ چلی
کبھی بنی ہے نشیمن ۔ کبھی بنی بجلی

سُنے جو گیت۔تو دَم بلبلوں کا بھرنے لگی
صبا کے ساتھ گلستاں میں رقص کرنے لگی

تجھی سے نرگسِ بیمار نے شفا پائی
تری ہنسی نے گلستاں میں برق چمکائی
صبا کی گُدگُدیوں سے تجھے ہنسی آئی
دماغ چاق ہوا ۔ لی جو تُو نے انگڑائی

وصالِ بلبل و گل سے حجاب آیا ہے
عروسِ فکرِ سخن ۔ تجھ کو شرم زیبا ہے

کبھی نسیم کے ہمراہ کی ہے سیرِ چمن
کبھی عروس کو پہنایا ہنس کے پیراہن
کبھی جنون میں پھاڑا ہے دشت کا دامن
کبھی تو آنسوؤں کے تار سے سیا ہے کفن

کبھی ہنسی کبھی اشکوں سے آستیں دھو دی
کبھی جُھلایا ہے جُھولا کبھی لحد کھودی

www.emarsiya.com

ملاپ ہوتو۔ کبھی دو دلوں سے کرتی ہے بات
کبھی خیال میں تارے گِنے فراق کی رات
کبھی دکھادیا دُنیا کو حُسنِ ذات و صفات
کبھی کیا ہے عیاں ارتباطِ موت و حیات
کبھی تو ہاتھوں پہ مولود کو لیا بڑھ کر
کبھی مزار سے اُٹھی ہے فاتحہ پڑھ کر

دماغ پر ہے تجھی سے جِلائے روحانی
ہمیشہ گِرد ہے تیرے فضائے روحانی
تجھی سے فہم کو ہے ارتقائے روحانی
مذاقِ شعر و سخن ہے غذائے روحانی
اسی سے ہوتی ہے تابندگیٔ فکر و نظر
یہی صفت تو ہے خود زندگیٔ فکر و نظر

سُکوتِ شہرِ خموشاں ہے تیرے کان میں غُل
تری صدا ہی ہے ۔ مینا کے حلق میں قلقل
کبھی ہے شانہ کشِ زُلفِ نازکِ سُنبل
کبھی ہے آئینۂ اُلفتِ گل و بلبل
تری ادا ہی دلِ انجمن کو لیتی ہے
تجھی میں عشق کی صورت دکھائی دیتی ہے

عیاں ہوی ہے اسیروں کی بے بسی تجھ سے
کلام کرتی ہے بیکس کی بیکسی تجھ سے
سمجھ میں آہی گئی پھول کی ہنسی تجھ سے
دُعا کے ڈھنگ نے سیکھی خدا رسی تجھ سے
رکھی ہے رحمتِ معبود پر نظر تُو نے
بڑھا دیا ہے مناجات کا اثر تُو نے

کبھی تو پھول کا شبنم سے منہ دُھلایا ہے
کبھی حیات کو آغوش میں جُھلایا ہے
اجل کو لوریاں دے کر کبھی سُلایا ہے
جہاں کو مرثیہ پڑھ کر کبھی رُلایا ہے
مِلا کمال ۔ تو ہر صنف بے بدل لکھی
کبھی سلام لکھا اور کبھی غزل لکھی

www.emarsiya.com

مثالِ شمع کبھی اشکِ غم بہانے لگی
گلوں کی سیج کبھی خار پر بچھانے لگی

برنگِ خوں کبھی رنگِ حنا دکھانے لگی
لکھا جو شعر تو لفظوں میں جان آنے لگی

زمینِ شعر کا اعجاز بن گیا سبزہ
بہار لکھتے ہی قرطاس پر اُگا سبزہ

گلوں کے جام میں شبنم کی بوندیاں بھردیں
دلِ شکستہ کی آہوں میں آندھیاں بھردیں

ہر ایک مطلعِ نو میں تجلیاں بھردیں
حروفِ لفظِ نشیمن میں بجلیاں بھردیں

تجلیات سے رُوپوش ہوگئے موسیٰؑ
لکھا جو طُور تو بیہوش ہوگئے موسیٰؑ

برنگِ خوں روشِ رنگِ گلستاں لکھی
قلم سے برق کے رودادِ آشیاں لکھی

قفس کی تیلیوں پر طرزِ باغباں لکھی
زمینِ دشت پہ وحشت کی داستاں لکھی

یہ قصّے وحشیوں کی چیرہ دستیوں سے بنے
کہ لفظ دامنِ مجنوں کی دھجیوں سے بنے

جو لفظِ غم لکھا ۔ ہنگامۂ فغاں اُٹھا
جو آشیانہ لکھا ۔ شورِ الاماں اُٹھا

قلم نے رُک کے کہا ۔ دردِ دل کہاں اُٹھا
وہ چمکی برق ۔ وہ کاغذ جلا ۔ دھواں اُٹھا

حروفِ جام پہ مستانے آکے ٹوٹ پڑے
چراغ لکھتے ہی پروانے آکے ٹوٹ پڑے

میانِ میکدہ تیرے قلم کا ہے یہ اثر
شرابِ ناب بنی روشنائی کاغذ پر

ہوئی جو کلک کو جنبش چھلک گئے ساغر
دیا جو نقطہ۔ تو اُبھرا وہ جامِ مئے بن کر

یہ جذب دیکھئے آواز وہ سُناتے ہیں
صریرِ خامہ سے ساغر کھنکتے جاتے ہیں

www.emarsiya.com

بڑھا کے ہاتھ گلِ گلشنِ ارم توڑا | جہاں کی سیر کی دعوائے جامِ جم توڑا
علیؑ کی مدح لکھی اس قدر قلم توڑا | جو کربلا میں ملی زندگی تو دم توڑا

خلوصِ دل سے ہے کارِ سعید بھی زندہ
شہید زندہ تو مدحِ شہید بھی زندہ

بدل کے بھیس نئے ہر جگہ نظر آئی | فضا میں زُلفِ شبِ ہجر بن کے لہرائی
رجز کے رنگ میں میدانِ جنگ پر چھائی | قصیدے بن کے کبھی لی حرم میں انگڑائی

لکھا ہے کعبے کے دیوار و در پہ نام اپنا
رکھا ہے دَورِ جہالت میں بھی مقام اپنا

ترے ہی فیض سے نغموں میں ہے شعورِ حیات | ہے نام جن کا مُحاکات وہ ہیں تیرے صفات
کرینگے کیوں نہ اشاروں سے استعارے بات | ترے ہی دم سے ہے صورت گریٔ تشبیہات

اَدب جوان ہوا ہے سخن کے مامن میں
ہر اک زبان پلی ہے ترے ہی دامن میں

اَدب کے ذوق ہی پر منحصر ہے تیری بقا | وجود ۔ لازمی ہے ہر زبان میں تیرا
دکن سے پہلے پہل تُو نے دی جہاں کو صدا | وؔلی کی شکل میں اُردو کا تاج سر پہ رکھا

دکن نے گو کہ مقدر جگا دیا تیرا
مگر انیؔس نے سکہ چلا دیا تیرا

شعورِ جذبۂ حافظ کا مدعا تُو ہی | تجھ ہی سے ہے گلِ خنداں ۔ تخیلِ کاشؔی
ہیں تیری طرزِ گلستاں کے باغباں سعدؔی | قسم بہشت کی ۔ تُو ہے کمالِ فردوسؔی

بدستِ غزنوؔی دولت عطا ہوئی تجھ کو
ہر ایک شعر پہ اک اشرفی ملی تجھ کو

www.emarsiya.com

جہاں میں ذہنِ فرزدقؔ کا ارتقا تھی کبھی | کُمیتؔ و کاشیؔ و جعفرؔ کا حوصلا تھی کبھی
سُہیلؔ و مُقبلؔ و حَساںؔ کا آسرا تھی کبھی | صریرِ خامۂ دعبلؔ کی ہمنوا تھی کبھی

عجیب رنگِ نفاست سے تھی نفیسؔ کے ساتھ
بغل میں مرثیہ لے کر رہی انیسؔ کے ساتھ

ترے سبب سے تھی آتشؔ کی گرمئی بازار | تھا سکۂ دلِ حالیؔ کا تجھ سے عزووقار
ترا ہی عشق تھا محفل میں دردؔ کا آزار | تجھ ہی سے میرؔ ہوئے ملکِ شعر کے سردار

مئے سخن کو پیا ۔ رنگِ بزمِ ہند بنے
جو میکدے میں ترے آئے رندؔ ۔ رند بنے

کبھی تُو غالبؔ و مومنؔ کے ذہن میں تھی مکیں | کبھی رشیدؔ کے باغ و بہار کی تھی زمیں
کبھی تُو عشقؔ و تعشقؔ کے رنگ میں تھی حسیں | کبھی جہان میں مسرورؔ کو کیا غمگیں

کبھی فصاحتِ اُنسؔ و ضمیرؔ کو چوما
کبھی بلاغتِ نطقِ دبیرؔ کو چوما

ملی ہے تجھ سے کلامِ جلیلؔ کو رفعت | ہے دلمیں جوشؔ کے تجھ ہی سے ولولے کی صفت
تھی تجھ سے جعفرؔ و بزمؔ و غیورؔ کی شہرت | ترے خلوص سے ناجیؔ کو مل گئی جنت

سبق دیا ۔ ادب وعلم کا مؤدبؔ کو
سنوارا جوہرِ تہذیب سے مہذبؔ کو

جلالتیں ہیں ترے رُخ کی شوکتؔ و اجلالؔ | دماغِ نظمؔ کا ہے انتظام تیرا کمال
ترے سبب سے نمایاں ہوا وقارِ جلالؔ | تری جبین کا ٹیکا ستارۂ اقبالؔ

خدا نے کام لیا تیرے حُسنِ فطرت سے
صفؔی بنائے گئے ۔ رنگِ آدمیت سے

www.emarsiya.com

ملی ہے اوؔج کو تجھ سے بلندئ منبر | مُراد پا گیا دُنیا میں تجھ سے قلبِ جگؔر
جو پہنچے ہیں ترے ارمان حدِ رفعت پر | جہاں میں آیا مُجسم اک آرزوؔ بن کر

ترے ہی فیض سے حسرؔت کا ہے بیاں باقی
ترے سبب ہی سے فاؔنی کا ہے نشاں باقی

ترے کمال سے پہنچے عروج پر دولہؔا | عزیؔز کے ہے قصاید میں بھی کمال ترا
بنی کلام کی نصرت میں عزم ۔ ناصؔر کا | ترا ہی جلوہ سخن کے فلک پہ نجم بنا

تری نظر سے جو بسمل ہوئے شہیؔد بنے
صفات نیک جو یکجا ہوئے سعیؔد بنے

کئے ہیں تُو نے علامات۔حُسن کے روشن | بغور سُنتے ہیں یوسفؑ بیانِ چاہِ ذقن
کھلایا اس طرح اپنے ہُنر کا تُونے چمن | کُھلا ہے دیکھ کے حُساد کا بھی قفلِ دہن

ثنا کے پھول تجھے ہو کے شاد دیتے ہیں
دلوں کے ساتھ زبانیں بھی داد دیتے ہیں

رہے ہیں پیشِ نظر تیرے شام کے جادے | نکالے خار بھی سجادؑ کے کفِ پا سے
نگاہ میں ہیں تری اب بھی وہ کٹھن رستے | جہاں پہ سوتے ہیں قبروں میں شاہؑ کے بچے

گمان چرخ کے تاروں کا ہے مزاروں پر
تری جبین کی افشاں ہے ان ستاروں پر

کبھی کٹے ہوئے شانوں کو دیکھ کر روئی | کبھی جوانئ اکبرؑ کی لاش پر روئی
سناں پہ دیکھ کے سبطِ نبیؐ کا سر روئی | کبھی جلے ہوئے جُھولے پہ کی نظر روئی

لہو کے قطرے کبھی آنسوؤں میں گھول دئے
جب آئی شامِ غریباں تو بال کھول دئے

www.emarsiya.com

کبھی تجھے نظر آئے ہیں اہلبیتؑ اسیر | تری نظر میں تھی آلِ رسولؐ کی تشہیر
تھی جب کہ نزع کے عالم میں دُخترِ شبیرؑ | ہلائی تُو نے بھی عابدؑ کے پاؤں کی زنجیر

جو رُو رہے تھے حرم اپنے حالِ غربت پر
تو شمع بن گئی تُو بڑھ کے ننھی تربت پر

عروسِ فکر ہوا تیرا ہر جگہ پہ گزر | وہ بزمِ امن ہو یا کارزار کا منظر
جو ایک ہاتھ میں تیرے ہے جنگ کا خنجر | تو دوسرے میں ہے عالم کی صلح کا دفتر

جو ٹکڑے مل گئے باہم شکستہ جام بنے
مُصالحت سے بگڑتے ہوئے بھی کام بنے

ہوئی ہے صلح سے آفاق میں بِنائے حیات | اسی کا عکس ہے آئینۂ صفائے حیات
اسی سے گونجتی ہے آج بھی نوائے حیات | جہاں میں صلحِ عناصر سے ہے بقائے حیات

رگوں میں خون کے پھرنے کا انحصار اس پر
ہے زندگانیٔ ذی رُوح کا مدار اس پر

اسی سے چرخ پہ سب انتظام قائم ہے | اسی سے امن کا دُنیا میں نام قائم ہے
فضا میں اس سے ہی ماہِ تمام قائم ہے | اسی کے ربط سے شمسی نظام قائم ہے

طریقِ صلح پہ چلنے کی گر نہ عادت ہو
تصادمِ مہ و انجم سے اک قیامت ہو

ہوا مفادِ مِلل۔صلحِ انبیاؑ سے عیاں | قلم کے سامنے ٹوٹے ہیں آ کے تیر و سناں
نبیؐ کے فعل میں خود دین کی بقا ہے نہاں | ہے چشمِ امن میں اب تک حُدیبیہ کا سماں

امامؑ ہوں کہ نبیؐ اعتبارِ قدرت ہیں
انہی کی مصلحتیں اصل میں مشیت ہیں

www.emarsiya.com

مفاہمت کا نہ کیوں ہو معاشرت پہ اثر
جہاں میں امن کی دولت ہے اس شجر کا ثمر
امامِؑ وقت کی رہتی ہے مصلحت پہ نظر
بقائے دیں کیلئے صلح کرتے ہیں شبرؑ

اگر حسنؑ ہی سے بیعت کی ابتدا ہوتی
تو آج ارضِ مدینہ پہ کربلا ہوتی

شروطِ صلح پہ افسوس کچھ عمل نہ ہوا
زباں کے وار سے قلبِ حسنؑ کو دی ایذا
ادا جو اجرِ رسالت کیا تو زہر دیا
حسنؑ کے دل میں تھا ارمان شہؑ کی نصرت کا

گِری ہیں طشت میں جوشِ وغا کی تصویریں
جگر کے ٹکڑوں پہ تھیں کربلا کی تصویریں

نظر پڑی جونہی قاسمؑ کی دل کے ٹکڑوں پر
ان آئینوں میں تھا ارمانِ جنگ کا منظر
حسنؑ کا خون تھا طوفانِ کربلا بن کر
اور اُس کی موج تھا ابنِ حسنؑ کا تارِ نظر

جو فرشِ موت پہ لی مجتبیٰؑ نے انگڑائی
تو لی یتیم کے عزمِ وغا نے انگڑائی

جب اس جہان سے دَورِ معاویہ گزرا
یزید ساغرِ مئے لے کے تخت پر بیٹھا
دلِ لعیں نے اُٹھایا سوال بیعت کا
حسینؑ ۔ طاعتِ فاجر کریں یہ تھا منشا

یزید دُور رہا گُلناّ کے عرفاں سے
مطالبہ یہ تھا گویا رسولؐ کی جاں سے

عروسِ فکر اُٹھا یوں نقاب چہرے کا
بنے اک آئینۂ کربلا رُخِ زیبا
جبیں پہ تیری نظر آئے صبحِ عاشورا
دکھا دے اب حق و باطل کی جنگ کا نقشا

لہو میں غرق ہو افسانۂ وفا کا ورق
پھرے نگاہ میں تاریخِ کربلا کا ورق

www.emarsiya.com

برنگِ سُرخ وہ عاشور کی سحر۔وہ فضا | فرات کا وہ کنارا وہ ٹھنڈی ہوا
وہ رُکتے رُکتے عروسِ نسیم کا چلنا | کرن کا مہر کے سر پر وہ زرفشاں سہرا

سحر کی زُلف میں وہ رات کا سماں محفوظ
ہوا کی لہروں میں وہ اکبری اذاں محفوظ

وہ جنگ چھڑگئی ۔ میدان میں ہے حشرعیاں | وہ تشنہ لب گئے انصارِ شاہؑ ۔ سُوئے جناں
رہِ خدا میں وہ زینبؑ کے دونوں راحتِ جاں | وقارِ مقصدِ سرورؑ پہ ہوگئے قرباں

نگاہِ چشمِ شہادت ہے اب سوئے قاسمؑ
چمک رہا ہے وہ تعویذِ بازوئے قاسمؑ

نگاہِ شوقِ شہادت بنی جو عُقدہ کشا | حسنؑ کے لال نے تعویذِ مجتبےٰؑ کھولا
نظر جو خط پہ پڑی یاد آگئے بابا | جگر کے خوں سے یہ اُس میں حسنؑ نے لکھا تھا

پڑے جو وقت نیابت کا حق ادا کرنا
تم اپنی جان چچا جان پر فدا کرنا

بنے تھے ابنِ حسنؑ اب مُراد کی تصویر | ہنسے خوشی سے۔رگِ جاں جو بن گئی تحریر
ادب سے آئے وہ جب پیشِ شاہِ عرش سریر | تو سر جُھکائے ہوئے سوچتے تھے کچھ شبیرؑ

کیا سلام ۔ تو دل نذر دیکے بیٹھ گئے
حسنؑ کی آرزو پہلو میں لیکے بیٹھ گئے

کہا حسینؑ نے کیوں آئے ہو میں تم پہ فدا | ہُوا ہے جوش میں کیوں سرخ رنگ چہرے کا
یہ عرض کی کہ میں قرباں مرے عزیز چچا | سُنانے آیا ہوں بابا کے قلب کی میں صدا

کمال۔باپ کی تحریر میں ہیں حیدرؑ کے
نہیں ہیں لفظیں یہ ٹکڑے ہیں قلبِ شبرؑ کے

www.emarsiya.com

پڑھی جو بھائی کی تحریر شاہؑ والا نے
حسنؑ کی کھینچ دی تصویر۔غم کی دُنیا نے
بہائے آنکھوں سے دریا جو پیاسے مولا نے
گزر گئی دلِ کوثر پہ کیا ۔ خدا جانے
تصوراتِ حسنؑ میں حواس کھونے لگے
گلے لگا کے بھتیجے کو شاہؑ رونے لگے

ہُوا افاقہ جو رونے سے بولے یوں شبیرؑ
ہمارے سامنے مرنے کی کرتے ہو تدبیر
ہو تم جہان میں بھائی کی ہُو بہو تصویر
رِضا کے دینے پہ مجبور کرتی ہے تحریر
کرو وہ کام۔ملے خستہ جاں سے بھی رخصت
یہ لازمی ہے کہ لیں اپنی ماں سے بھی رخصت

یہ سُن کے خیمے میں آیا حسنؑ کا رشکِ قمر
پڑی جو مادرِ بیکس پہ تھرتھراتی نظر
تو دیکھا بیٹھی ہیں گوشے میں اور چشم ہے تر
نظر ہے عونؑ و محمدؑ کے زخمی لاشوں پر
عیاں ہے صاف کہ شرمندہ دل ہے زینبؑ سے
بتارہی ہیں نگاہیں خجل ہے زینبؑ سے

یہ حال دیکھ کے قاسمؑ نے رکھا پاؤں پہ سر
اُٹھا کے سینے سے ماں نے لگا لیا بڑھ کر
کہا پسر نے مجھے دیجیے رِضا مادر
کہ جان اپنی میں قربان کردوں عمو پر
کہا یہ ماں نے کہ دامانِ غم رُفو کردے
کٹا کے سر مجھے کُنبے میں سُرخرو کردے

یہ جملے کہہ تو دیئے دل کو تھام کر روئیں
اُداس۔نظروں میں ہونے لگا جو گھر روئیں
پسر کے حُسن پہ کی آخری نظر روئیں
اُٹھا جو درد تو زانو پہ رکھ کے سر روئیں
اُدھر پسر چلا مرنے کی آرزو ہو کر
اِدھر یہ بیٹھیں مُصلّے پہ قبلہ رُو ہوکر

www.emarsiya.com

نکل کے خیمے سے قاسمؑ نے کی فرس پہ نظر
اُٹھا کے گود میں شہؑ نے بٹھایا مرکب پر
بڑھایا گھوڑے کو غازی نے یا علیؑ کہہ کر
ہوا یہ غل کہ اُتر آگیا ہے رن میں قمر
یہ چاند وہ ہے کہ جس نے نظر کو کھینچا ہے
کشش نے ارض کی شاید قمر کو کھینچا ہے

قدم رکاب میں رکھتے ہی چل پڑا گھوڑا
ہوا کو راہ میں کر کے شکستہ پا چھوڑا
بزور ۔ پنجۂ طوفاں کو دَوڑ کر موڑا
چلا تو قیدِ زمان و مکاں کو بھی توڑا
مچل کے ۔ رنگ میں سیماب کے بدل بھی گیا
خیالِ برق تھا ۔ آیا بھی اور نکل بھی گیا

قریبِ فوجِ بنِ سعد آگیا ضیغم
جری کے طَور سے ظاہر ہوا علیؑ کا حشم
وہ خوف چھایا کہ کھلنے لگا عدو کا بھرم
یلانِ پیر یہ کرتے تھے گفتگو باہم
علیؑ کے ڈھنگ میں یہ باپ کی نشانی ہے
ہمارے سامنے حیدرؑ کی نوجوانی ہے

جو فوجِ شام کو شبرؑ کے لال نے دیکھا
ہُوا نگاہ سے حیدرؑ کا دبدبہ پیدا
حسنؑ کے لہجے نے چوما دہن دلاور کا
یہ شیر جھوم کے اس طرح سے ہوا گویا
نبیؐ کے ڈھنگ میں حیدرؑ کا رنگ بھی دیکھو
حسنؑ کی صلح کا اندازِ جنگ بھی دیکھو

بقائے دیں جو تھی میرے پدر کے پیشِ نظر
بتا رہی تھی روش اُن کو صلحِ پیغمبرؐ
مگر خیال میں تھی جنگِ برمحل مُضمر
تھا کربلا کا سماں پُشتِ صلح نامہ پر
جدال میں شہِؑ بدر و حُنین ہو جاتے
حسنؑ بھی آج جو ہوتے حسینؑ ہو جاتے

www.emarsiya.com

وہ مصلحت تھی جُدا اب کا ہے تقاضا آور | وہ دَور آور تھا اس دَور کا ہے منشا آور
وہ آور راہ تھی لیکن ہے یہ تو جادا آور | یہاں تو بیعتِ فاسق کی ہے تمنا آور

وہاں تو صلح کے دامن میں دیں پناہی تھی
یہاں تو صلح سے اسلام کی تباہی تھی

مگر لڑائی نہیں ہے مرے چچا کا شعار | ہیں وہ امام۔ ہے اُن کے عمل پہ دیں کا مدار
تحفظِ دلِ اسلام کا ہے یہ اصرار | شراب خوار کی بیعت سے شہؑ کریں انکار

وگر نہ راہِ حقیقت میں فرق ہوجائے
یہ دیں۔ شراب کے ساغر میں غرق ہوجائے

نہ جانے کیسا زبُوں۔اہلِ شام کا ہو مآل | انہی کے ہاتھوں ہُوا دینِ مصطفےؐ کا زوال
فجور وفسق میں حاصل ہُوا ہے اِن کو کمال | عیاں جہاں پہ ہیں فاسق یزید کے اعمال

فضائے کفر میں دینِ نبیؐ کا لاشہ ہے
نگاہِ فسق میں اسلام اک تماشہ ہے

کمالِ بدعتِ دربارِ شام سب پہ عیاں | نہیں ہے ہاتھ میں آلِ رسولؐ کا داماں
دھری ہے طاق میں نسیاں کے عزتِ قرآں | ہے انتہا کہ وہاں بک رہا ہے اب ایماں

نگاہیں۔ کفر کے نقشِ قدم پہ چلتی ہیں
وہاں حدیثیں بھی سکوں کے ساتھ ڈھلتی ہیں

مگر نہ ہوگا کبھی ان روایتوں کا اثر | کُھلے ایک دن ان سب کا جھوٹ عالم پر
نہ دے گی کام تو ہرگز تمہارے زر کی سپر | یہ ٹکڑے ہوگی صداقت کے وار سے کٹ کر

حدیثِ رزم کے ہر اک پرے کو پرکھیں گے
نظر جو رکھتے ہیں کھوٹے کھرے کو پرکھیں گے

www.emarsiya.com

وہاں عمل میں کوئی دین کی اساس نہیں | وہاں کی بزم کو ترکِ شراب راس نہیں
وہاں ہیں سینوں میں وہ دل جو حق شناس نہیں | وہاں نگاہ میں نامحرموں کا پاس نہیں

منافقت کی گرہ کس مزے سے کُھلتی ہے
وہاں تو آبرو میزانِ زر میں تُلتی ہے

وہاں یزید بہر صنف ارذل و اسفل | یہاں حسینؑ بہر طور افضل و اکمل
وہاں یزید سے دینِ محمدیؐ میں خلل | یہاں شریعتِ اسلام۔شاہِ دیں کا عمل

وہاں گناہ سمجھتے ہیں اقتدائے حسینؑ
یہاں صدائے کتابِ خدا ۔ صدائے حسینؑ

اِدھر حسینؑ ہیں حقانیت کے منظر میں | اُدھر یزید ہے باطل کی بزمِ ابتر میں
اِدھر حسینؑ طہارت کے رنگ و پیکر میں | اُدھر ہے غرق۔یزیدِ پلید ساغر میں

اِدھر نظر میں چراغِ شعور ہے دُنیا
اُدھر شراب کے نشّے میں چور ہے دُنیا

حسینؑ ۔ وہ جو ہوئے پُشتِ مصطفٰےؐ پہ سوار | حسینؑ ۔ وہ جو ہیں تصویرِ حیدرؑ کرّار
حسینؑ ۔ وہ جو ہیں عرفاں کے گلستاں کی بہار | حسینؑ ۔ وہ جو ہیں منشائے ایزدِ غفاّر

حسینؑ ۔ وہ جنہیں ایمان سب سے پیارا ہے
حسینؑ ۔ وہ جنہیں اسلام نے پکارا ہے

جہاں میں سبطِ نبیؐ کون ہے یہ بتلاؤ | نبیؐ کا خوں نہیں سرورؑ میں کیا ۔قسم کھاؤ
گلا کٹا کے رسالت کا اجر دے جاؤ | خدا کا خوف کرو ۔ مثلِ حُرؑ چلے آؤ

سرائے دہر سے اک دن سب ہی کو جانا ہے
بروزِ حشر پیمبرؐ کو مُنہ دکھانا ہے

www.emarsiya.com

عمل کو دیکھ لو حُرؑ کے اگر ہے بینائی | تم ہی میں نکلا ہے سبطِ نبیؐ کا شیدائی
اذانِ اکبرؑ مہرو کی جب صدا آئی | تو لی ہے بسترِ توفیق پر ہی انگڑائی

نثار شہؑ پہ ہوا یہ کمالِ عرفاں تھا
تمہاری فوج میں اک حُرؑ ہی کیا مسلماں تھا ؟

مصالحت کا۔تمہاری نظر میں ڈھنگ نہیں | یہ رزم وہ ہے سیاست کا جس میں رنگ نہیں
دلِ امامؑ میں دُنیا کی کچھ اُمنگ نہیں | حصولِ ملک کی خاطر کبھی یہ جنگ نہیں

بقائے دیں کیلیئے شہؑ نے تیغ اُٹھائی ہے
یزیدیو ۔ حق و باطل کی یہ لڑائی ہے

مرے پدر میں تھا خلقِ پیمبرِؐ کونین | مرے چچا میں ہیں اندازِ شاہؑ بدر وحُنین
ہے کربلا و مدینے میں دیں کی زینت و زین | وہاں ہے صلحِ حسنؑ اور یہاں ہے جنگِ حسینؑ

حسنؑ حسینؑ کا جو عزم ہے وہ نیک ہی ہے
عمل جُدا ہیں ۔ نتیجہ عمل کا ایک ہی ہے

تمہاری دشمنی ہم سے ۔ نیا نہیں شیوا | یہ خُو ہوی نہ کسی وقت میں بھی تم سے جُدا
عیاں ہے میرے تعارف سے خود تمہاری جفا | مرا بیان۔اک آئینہ ہے حقائق کا

ہر ایک لفظ میں تفسیر ہے مظالم کی
مری رجز نہیں تصویر ہے مظالم کی

پسر میں اُس کا ہوں جس کا کٹا ہے سَم سے جگر | زباں کے وار سہے زیرِ سایۂ منبر
وہ جد ہیں میرے جو رزمِ جمل میں تھے حق پر | نبیؐ کے بعد تھی شمشیرِ صبر جسکی نظر

وہ دادی۔جو رہیں مغموم زندگانی میں
عصا کو ٹیک کے چلتی رہیں جوانی میں

www.emarsiya.com

ہمارے پیشِ نظر ہر گھڑی ہے دیں کا وقار | کیا ہے طاعتِ فاسق سے شاہؑ نے انکار
اسی عمل سے ہے اسلام کا جہاں میں مدار | چچا نے وقت پہ کھینچی ضمیر کی تلوار

خراب حال ہے بیعت کی نامُرادی کا
عجیب وار کیا قوتِ ارادی کا

حسنؑ کے لال نے حجت تمام کی جس دم | کھلا یزید کے کردار کا جہاں پہ بھرم
مگر نہ راہِ صداقت پہ آئے اہلِ ستم | کلامِ حق سے بنِ سعد ہوگیا برہم

چڑھا کے تیوری للکارا نوجوانوں کو
دیئے لڑائی کے احکام پہلوانوں کو

ہوا جو حملہ تو قاسمؑ نے کھینچ لی شمشیر | کتابِ زورِ یدّاللہ کی ہوی تفسیر
زباں پہ رن میں تھا غازی کی ۔نعرۂ تکبیر | کھنچی جہاد میں حیدرؑ کی بولتی تصویر

علیؑ کے شیر کی ہیبت سے ہانپتے تھے لعیں
تصورِ شہؑ مرداں میں کانپتے تھے لعیں

حسنؑ کا راحتِ جاں رن میں لے گیا بازی | تھے اُس کی جنگ کے قائل حجازی و تازی
بہادری کو خود اس سے ملی سرافرازی | جو بھاگتے تھے لعیں ہنس کے کہتا تھا غازی

اُنہی کی شان سے گو تیغ خوں سے دھوتا ہوں
علیؑ نہیں ہوں میں لوگو علیؑ کا پوتا ہوں

سروں پہ آکے چمکتی تھی تیغِ صاعقہ بار | شبابِ موسمِ گرما میں تھی لہو کی پھنوار
ہوئی نہ دیر کہ کُشتوں کے لگ گئے انبار | ہر ایک وار میں ناری ہوئے کئی فی النار

کمالِ جوہرِ ابنِ حسنؑ بنی شمشیر
ہوئی جو سُرخ لہو سے دُلہن بنی شمشیر

www.emarsiya.com

نظر اُٹھی تو وہیں تارِ بد نظر کاٹا
اُدھر تو دل کیا ٹکڑے اِدھر جگر کاتا
شکستہ پا کیئے اُس کے۔جو اس کا سر کاٹا
پناہ مانگتی تھی کاٹ ۔ اس قدر کاتا

کہیں تو سینے کو چیرا ۔ کہیں کمر کاٹی
وہاں جو خود کو کاٹا۔ یہاں سپر کاٹی

عروسِ موت کو رن میں سنوار کر ۔ پلٹی
نقوشِ مقصدِ شبرؑ ۔ اُبھار کر ۔ پلٹی
غرورِ بیعتِ فاسق ۔ اُتار کر ۔ پلٹی
وغا میں ۔ مرحبِ باطل کو ۔ مارکر ۔ پلٹی

فصیلِ خیبرِ بدعت کو ڈھاتی جاتی تھی
علیؑ کے ہاتھ کے جوہر دکھاتی جاتی تھی

کیا جو شیر نے حملہ۔ تو پہلواں بھاگے
مُسن جو۔ان میں تھے وہ کہہ کے الاماں بھاگے
سروں پہ تیغ تھی قاسمؑ کی ۔ یہ جہاں بھاگے
جو نوجواں تھے وہ اپنی بچا کے جاں بھاگے

علیؑ کے شیر کی ہیبت سے خود ہی مرتے تھے
یہ رن سے بھاگنے پر اپنے فخر کرتے تھے

کہاں ہے اے مرے ساقی یہ وقت ہے آجا
نظر سے میکدۂ اہلِ دل کو تڑپا جا
خُمِ غدیر کا منظر جہاں کو دکھلا جا
شرابِ اجرِ رسالت دلوں میں بھرتا جا

یہ اہلِ شام تو اس مئے سے دور ہیں ساقی
جو اہلِ حق ہیں وہ نشّے میں چور ہیں ساقی

تری نگاہ علی ہے ترا مقام علی
ترا قعود علی ہے ترا قیام علی
تری زبان علی ہے ترا کلام علی
ترے صفات علی ہیں ترا ہے نام علیؑ

مصیبتوں میں دوعالم کا تُو ہی ہمدم ہے
قسم خدا کی ۔ مجسم اک اسمِ اعظم ہے

www.emarsiya.com

یہ جامِ مئے نہیں جمشید کے مقدر کا | سماں ہے اس میں نہاں مصطفےٰؐ کے بستر کا
بھرا ہے اس میں ہر اک رنگ خُم کے منظر کا | ترا جمال ۔ زلیخا ۔ اثر ہے ساغر کا

بہارِ دیدۂ یوسفؑ کی یہ نشانی ہے
یہ وہ ہے جام۔کہ جس میں تری جوانی ہے

وقارِ حُسنِ طہارت ۔ اسی شراب میں ہے | کمالِ وزنِ صداقت ۔ اسی شراب میں ہے
مآلِ اجرِ رسالت ۔ اسی شراب میں ہے | دلِ خلوصِ عبادت ۔ اسی شراب میں ہے

اسی شراب میں پنہاں ہے عظمتِ روزہ
اسی شراب کا پینا ہے نیتِ روزہ

اسی سے ہوتا ہے حاصل عبادتوں میں کمال | بنائے دیتا ہے زاہد اسی کا استعمال
فرشتے قبر میں بے شک کریں گے اس سوال | اسی کے کیف سے مقبول ہوتے ہیں اعمال

قبولیت کی سند سرفراز ہوتی ہے
وضو جو اس کریں ۔ تب نماز ہوتی ہے

اسی شراب کا اک حُسن ہے ۔ مہِ کنعاں | اسی شراب کا ہے ۔ دُرد ۔ جلوۂ عرفاں
اسی شراب کے ساغر میں غرق ہیں سلماںؓ | اسی شراب کا چھینٹا ہے ۔ نقطۂ ایماں

اسی شراب میں خود گلشنِ شریعت ہے
اسی شراب میں پنہاں بہارِ جنت ہے

ابوالبشر کی مکمل ہوئی دُعا اس سے | شکم میں ماہی کے۔یونسؑ کی تھی بقا اس سے
ملا ہے نوحؑ کی کشتی کو آسرا اس سے | جہان میں تھی سلیمانؑ کی ہوا اس سے

ہزار جان سے داودؑ اس پہ مرتے تھے
اسی کے نشّے میں لوہے کو موم کرتے تھے

www.emarsiya.com

اسی کے دَور میں ہے عُمرِ خضرؑ کی رفتار | اسی سے صاف ہوی ہے کلیمؑ کی گفتار
فلک پہ اب بھی مسیحا اسی کے ہیں بیمار | اسی شراب کے چھینٹے ۔ خلیلؑ کا گلزار

اسی کی جان ۔ شہِؑ بے نظیر کا خطبہ
اسی شراب کا جوہر ۔ غدیر کا خطبہ

نظر کے سامنے میری وہ جام ہے ساقی | کہ جس کے پینے سے دیں کا قیام ہے ساقی
عیاں حدیثِ رسولِ انام ہے ساقی | رقم ۔ اسی پہ محمدؐ کا نام ہے ساقی

حواس ۔ اب تو سبق گُلنا کا لیتے ہیں
کہ ایک جام میں چودہ دکھائی دیتے ہیں

ازل کے روز سے دلدادۂ گلابی ہوں | غدیرِ خُم کا میں ساقی بڑا شرابی ہوں
بجائے جام ۔ مجھے خُم دے ۔ انقلابی ہوں | عطا ہو دُردِ مئے ناب ۔ بُوترابی ہوں

خیالِ رُخ میں ترے کامگار ہوں ساقی
عجب ادا سے عبادت گزار ہوں ساقی

وقارِ حُسنِ عمل ۔ دافعٔ عذاب شراب | بہارِ باغِ جناں ۔ جوہرِ ثواب شراب
سکوں شراب ہے ۔ تسکینِ اضطراب شراب | کہوں گا نزع کی حالت میں بھی شراب شراب

نہیں چُھپے گی کبھی حُبِ بوترابؑ کی بُو
مرے کفن میں بھی ہوگی اسی شراب کی بُو

نہ دیر کر ۔ مجھے اب ساقیا وہ دے ساغر | کہ جس میں آئے نظر حیدری وغا کا ہُنر
ہٹے نہ آئینۂ کربلا سے میری نظر | میں اس میں دیکھ لوں قاسمؑ کی فتح کا منظر

یلانِ فوج کی آوازِ مرحبا سُن لوں
پیؤں میں اتنی کہ تکبیر کی صدا سُن لوں

www.emarsiya.com

وہ آیا ارزقِ شامی کا اب پسر ساقی | شقی کی دلبرِ شبرؑ پہ ہے نظر ساقی
بتا رہا ہے وہ اب اپنا کروّ فر ساقی | ہے خود فرق پہ اور پُشت پر سپر ساقی

وہ وار کردیا ابنِ حسنؑ پہ خودسر نے
سپر پہ تیغ کو روکا وہ ابنِ شبرؑ نے

کیا حسنؑ کے جگر بند نے دفاعی وار | شقی کا بندِ کمر کاٹ کر دَھنسی تلوار
چمک سے تیغ کی اُس کا الف ہوا رہوار | بس ایک وار ہی میں دو ہوا وہ ظلم شعار

یہ حال دیکھ کے ارزق کو آگیا غصّہ
صفاتِ مرحب و عنتر دکھا گیا غصّہ

شقی نے دوسرے بیٹے کو بڑھ کے دی یہ صدا | اُڑا فرس کو اور اس نونہال کا سر لا
شکار دوسرا شیرِ حسنؑ نے جب دیکھا | جھپٹ کے نیزۂ خطّی سے اُس نے وار کیا

سقر کی آگ میں ۔کھوکر حواس ۔ جا پہنچا
یہ گر کے گھوڑے سے بھائی کے پاس جا پہنچا

غرض مقابلے کو اور دو پسر آئے | اِنہیں بھی نار میں قاسمؑ نے رن سے پہنچائے
پریشاں ہوگیا ارزق ۔ حواس تھرّائے | مثالِ مارِسیہ تُند خُو نے بَل کھائے

شکار ۔ شیر کے حملوں کو بھانپتا نکلا
صفِ عدو سے یہ میداں میں ہانپتا نکلا

ہوا تھا غیظ کی حالت میں مُنہ سے کف جاری | عدو کی آنکھ میں پُتلی بنی تھی چنگاری
ابھی سے شعلۂ آتش تھا رن میں وہ ناری | ہُوا تھا اور بھی عصیاں کے بوجھ سے بھاری

تھی ایسی شکلِ منافق ۔کہ خود مذاق بنی
شقی کی تیغ بھی آئینۂ نفاق بنی

www.emarsiya.com

سرِ غرور پہ ظالم کے تھا گراں مغفر | یہ دیو جسم میں پہنے تھا جوشن و بکتر
دلِ سیاہ کی تصویر ۔ بن گئی تھی سپر | دکھائی دیتے تھے بیٹوں کے داغ سینے پر
نظر کے سامنے تھی موت ۔ نابکاروں کی
شبیہیں اُتری تھیں چار آئینے میں چاروں کی

کہا شقی نے یہ قاسم ع سے نامدار ہو تم | ابھی تو گلشنِ عالم میں گلعذار ہو تم
نشاں پدر کے ہو ماں کے گلے کا ہار ہو تم | لڑوں میں کس طرح اک طفلِ نو بہار ہو تم
کہا جری نے کہ اصغر بھی ہم میں اکبر ہیں
نبیؐ کی آل میں چھوٹے بڑے برابر ہیں

خبیث ۔ چونک ۔ یہ کس خواب میں ہے تُو سُوتا | کہ زندگی سے عبث اپنے ہاتھ ہے دھوتا
سمجھ رہا ہے مجھے کیا ۔ علیؑ کا ہوں پوتا | بڑوں کو مارتا تیرے ۔ جو بدر میں ہوتا
کُھلیں گے تجھ پہ وہ سب یاد ہیں جو مجھکو ہاتھ
ہے دیر کس لئے ہوجائیں اب ہی دو دو ہاتھ

خدا کی راہ میں مرنا ہے میرے دل کی مُراد | یہ مانتا ہوں کہ پہلے پہل ہے میرا جہاد
مگر بفضلِ خدا ضربِ حیدری ہے یاد | فنونِ جنگ میں عباسؑ ہیں مرے اُستاد
اُنہیں کی جنگ کے تیور ہیں ساتھ ساتھ مرے
اُنہیں کے رنگ میں ڈوبے ہوئے ہیں ہاتھ مرے

یہ کہہ کے کھینچ لی قاسمؑ نے تیغِ صاعقہ بار | ہوئی جو گھوڑوں کی ہل چل ۔ ہوا بلند غُبار
جو ابتدا میں لگے چلنے جانبین سے وار | تو اپنے گھوڑے پہ اُونچے ہوئے علمبردارؑ
ہر ایک وار میں یہ اپنا ڈھنگ دیکھتے تھے
علیؑ کی آنکھوں سے قاسمؑ کی جنگ دیکھتے تھے

www.emarsiya.com

ہر ایک وار پہ دیتے تھے مرحبا کی صدا | دکھا رہا تھا بھتیجا ۔ کمالِ حُسنِ وغا
جری کے حملوں سے ارزق بہت ہی گھبرایا | حیا تھی روکے ہوئے ۔ بھاگ بھی نہ سکتا تھا

ہوا جو دنگ ۔ طبیعت جدال بھول گئی
یہ فرفہ جسم تھا ۔ لڑنے میں سانس پھول گئی

تھا پہلوان ۔ یہ لڑنے کے ڈھنگ بھول گیا | سناں کہاں ہے ۔ کدھر ہے خدنگ ۔ بھول گیا
فرس کا تنگ ہے ڈھیلا کہ تنگ بھول گیا | یہ رُعب چھایا کہ اندازِ جنگ بھول گیا

رواروی میں جو ڈھیلا فرس کا تنگ ہوا
تو یہ شکارِ اجل زندگی سے تنگ ہوا

شقی پہ چھا گیا یوں رُعب ابنِ شبرؑ کا | لرز رہا تھا ہر اک جوڑ بند بکتر کا
بہت خراب ہوا ڈر سے حال خودسر کا | کیا جری نے بس اک وار اُس پہ حیدرؑ کا

اُٹھا یہ شور ۔ کہ عباسؑ بن کے مارا ہے
علیؑ کے پوتے نے مرحب کا سر اُتارا ہے

صدا یہ سُنتے ہی عباسؑ شادماں دوڑے | خوشی میں ہنستے ہوئے ۔ اکبرِؑ جواں دوڑے
ٹھہر سکے نہ جگہ پر ۔ شہِؑ زماں دوڑے | علیؑ بھی چھوڑ کے اب گلشنِ جناں دوڑے

بھری ہوئی تھی جبیں شیر کی پسینے سے
لگا لیا شہِؑ دیں نے جری کو سینے سے

حسنؑ کے لال نے شبیرؑ کو سلام کیا | اشارہ کرکے علمدارؑ کی طرف یہ کہا
یہ جنگ آپ کی تعلیم کا اثر ہے چچا | بندھا حضور کی محنت سے فتح کا سہرا

جہادِ والدِ ماجد کی اک تمنا ہوں
چچا میں آج جہاں کی نظر میں دولہا ہوں

www.emarsiya.com

یہ کہہ رہے تھے کہ آئی صدائے فوجِ شریر | لڑیں گے ہم ۔ کوئی آئے اُدھر سے بے تاخیر
صدا یہ سُنتے ہی کھینچی جری نے پھر شمشیر | جلال آگیا ۔ حیدرؑ کی پھر بنے تصویر

بہ شانِ مرتضویؑ ۔ پھر مَصاف کرنے لگے
ہر ایک وار میں میدان صاف کرنے لگے

جری کی جنگ سے تھے بے حواس بانیٔ شر | سروں سے پھینکتے جاتے تھے اپنے وہ مِغفَر
پڑا یہ رن ۔ سپر انداختہ ہوئے خودسر | عجیب حال تھا ترکش میں رکھتے تھے خنجر

سپر کو خود کی جا پر ۔ شریر رکھنے لگے
اُڑے یہ ہوش ۔ نیاموں میں تیر رکھنے لگے

یہ حال دیکھ کے شمرِ پلید گھبرایا | جو فوج نہر پہ تھی جا کے اُس کو سرکایا
یہی ہے بدر کا بدلہ یہ کہہ کے اُکسایا | ہزار طرح سے ظالم نے اُن کو بھڑکایا

ہوس جو زر کی دلائی تو عقل کھونے لگے
شقی کے کہنے پہ بدکار جمع ہونے لگے

عدو ہزاروں تھے اور ایک تھا حسنؑ کا لال | یہ تشنہ لب تھا پہ اعدا سے کررہا تھا قتال
بہا تھا خون جو زخموں سے ہوگیا تھا نڈھال | زبان پر تھا کہ اے بیکسی اب آکے سنبھال

بڑھا یہ ضعف کہ میدان میں غش آنے لگا
ہُوا یہ حال کہ گھوڑے پہ ڈگمگانے لگا

حسنؑ کے لال پہ چاروں طرف سے تھی یلغار | بڑھے اِدھر سے جو پیدل اُدھر سے آئے سوار
چھپا ہوا تھا کمیں گاہ میں جو نا ہنجار | لگائی فرق پہ اُس نابکار نے تلوار

پُکارا گھوڑے سے گر کر بچائیے عمّو
سرہانے آچکے قاتل ۔ اب آئیے عمّو

www.emarsiya.com

پُکارتا تھا چچا کو جو دلبرِ شبرؑ | بڑھے یہ سُن کے علمدارؑ اور شہِؑ صفدر
کیا جو شیروں نے حملہ بپا ہوا محشر | سوار ۔ بھاگنے میں ہوگئے اِدھر سے اُدھر

اُداس پھول کی تمثال ہوگئے قاسمؑ
اِس آؤ جاؤ میں پامال ہوگئے قاسمؑ

ابھی تھی جان کہ گھوڑوں سے جسم کو روندا | حسنؑ تڑپ گئے جنت میں ۔ وہ ستم ڈھایا
ہُوا یہ حشر تو بس پارہ پارہ جسم ہوا | سُموں کے ظلم سے رن میں بکھر گئے اعضا

کسی کے رونے کی آواز سُن رہے ہیں حسینؑ
حسنؑ کے قلب کے ٹکڑوں کو چُن رہے ہیں حسینؑ

ابھی ہُوا بھی نہ تھا تیرہواں برس پورا | حسنؑ کے لال کا قد بھی کوئی نہ تھا اُونچا
مگر ہے یہ تو قدآور جوان کا لاشا | دلوں کو تھام کے سُنئے ۔ ہے کیا سبب اسکا

کیا ہے دنگ مظالم نے چشمِ حیرت کو
بڑھایا لاش کی پامالیوں نے قامت کو

نہ کیوں ہو کلکِ مصور کی ختم اب تاثیر | جواب دے چکی اس وقت قوتِ تحریر
ہے لازمی کہ ہو اظہارِ نقش میں تاخیر | بناؤں جلد میں کس طرح لاش کی تصویر

ہر ایک گام پہ دل پاش پاش کرتا ہے
قلم تو جسم کے ٹکڑے تلاش کرتا ہے

حسینؑ لاتے ہیں باقرِ عبا میں اک محشر | سماں یہ دیکھ رہے ہیں بہشت سے شبرؑ
پسر کی لاش اُدھر آئی خیمے کے در پر | اِدھر ہے شُکر کے سجدے میں منہمک مادر

کوئی مُصلّے سے اب سر اُٹھا دے بیکس کا
خدا کے واسطے شانہ ہلا دے بیکس کا

www.emarsiya.com